نیت کی اہمیت،امانت کی ادائیگی کا حکم

امانت کی ادائیگی

نیت کی اہمیت،امانت کی ادائیگی کا حکم

نیت لغت کے اعتبار سے:

نیت کا لغوی معنی طلب کرنا ہے، یعنی کسی چیز کو طلب کرنے میں کوشش کی جائے تو اسے کہا جائے گا کہ وہ اس کی نیت کر رہا ہے، کسی چیز کو دل سے قصد کرنے کو بھی نیت کہا جاسکتا ہے، یعنی دل سے کسی چیز کے حصول کا عزم وارادہ کرنا نیت کہلاتا ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد گرامی ہے ''من ینوی الدنیا یعجزہ'' جو دنیا کی نیت (طلب) رکھے گا وہ اسے عاجز کر دے گی۔ یہاں پر نیت کے معنی طلب کے ہیں۔

امام زرکشیؒ فرماتے ہیں کہ نیت کسی فعل کی طرف قصد وارادہ کرنے کو کہا جاتا ہے۔ (موسوعۃ الفقہیہ)

نیت اصطلاحی معنی کے لحاظ سے:

نیت کے اصطلاحی معنی کے بارے میں علماء کرام کی آراء مختلف ہیں لیکن نتیجہ کے اعتبار سے سب کا مفہوم ایک ہی نکلتا ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ نیت ''کسی چیز کا قصد کرنا اس طور پر کہ وہ فعل کے ساتھ ملا ہوا ہو''۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ نیت سے مراد ارادہ ہوتا ہے اور یہی قول امام غزالیؒ کا ہے۔ کچھ علماء فرماتے ہیں کہ نیت سے مراد کسی چیز کے بارے میں پختہ عزم کرنا ہوتا ہے۔ برہان الدین بن مفلح کی رائے یہ ہے: ''کہ کسی فعل کو انجام دینے کا عزم کرنا اس طور پر کہ اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا ہو۔'' (موسوعۃ الفقہیہ)

نیت کا محل علماء کی نظر میں:

علماء لکھتے ہیں کہ نیت کا محل انسانی دل ہے، انسان اپنے دل سے کسی بھی چیز کی نیت، عزم وارادہ کرتا ہے اور اس پر قرآن مجید کی بے شمار آیات دلالت کرتے ہیں۔ (موسوعہ الفقہیہ)

اعمال کا دار مدار نیت خالص پر ہے:

تمام اعمال کا دار مدار خالص نیت پر ہے، قرآن مجید کی بے شمار آیات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ ذیل میں چند آیات مع ترجمہ پیش کی جاتی ہیں۔

راہ خدا میں مہاجرت کے لیے خلوص نیت کا ہونا:

وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللهِ ۗ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَّحِيمًا۔ (النساء:100)

اور جو کوئی اللہ کی راہ میں وطن چھوڑے اس کے عوض زیادہ جگہ اور گنجائش پائے گا اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر اس کو موت پالے تو اللہ کے ہاں اس کا ثواب ثابت ہو چکا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آخرت کا طالب بننا:

مَّن كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِندَ اللَّهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۔ (النساء:134)

جو شخص دنیا کا ثواب چاہتا ہے تو اللہ کے ہاں ہی دنیا اور آخرت کا ثواب ہے اور اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا ۗ وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ۔ (آل عمران:145)

اور اللہ کے حکم کے سوا کوئی مر نہیں سکتا، ایک وقت مقرر لکھا ہوا ہے جو کوئی دنیا کا اجر و ثواب چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے دے دیتے ہیں اور جو واقعتا آخرت کا اجر چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے دیں گے اور شکر کرنے والوں کو ہم بھرپور جزا دیں گے۔

آخرت کے لیے کوشش کرنا:

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا ۔ (الاسراء:19)

اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لیے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

راہ خدا میں مال خرچ کرنا:

وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ ۖ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ۔ (الروم:39)

اور جو سود پر تم دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے سو اللہ کے ہاں وہ نہیں بڑھتا اور جو زکوٰۃ دیتے ہو جس سے اللہ کی رضا چاہتے ہو سو یہ وہی لوگ ہیں جس کے دینے والے در حقیقت اپنا مال بڑھاتے ہیں۔

آخرت بھی نیت سے ملے گی:

مَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ وَمَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِن نَّصِيبٍ (الشوریٰ:20)

جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کے لیے اس کھیتی میں برکت دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو اسے (بقدر مناسب) دنیا میں دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہوگا۔

مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ۔ (ھود:15)

جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے تو ان کے اعمال ہم یہیں پورے کر دیتے ہیں اور انہیں کچھ نقصان نہیں دیا جاتا۔

تمام اعمال میں نیت کو دیکھا جائے گا:

قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا۔ (الاسراء:84)

کہہ دو کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے پھر تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ سب سے زیادہ ٹھیک راہ پر کون ہے۔

نیت کے بارے میں احادیث مبارکہ

اعمال میں خلوص نیت مطلوب ہے:

أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ ، يَقُولُ : سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ:"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ "۔ (صحیح بخاری:1)

علقمہ بن وقاص کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرمارہے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ تمام اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو۔ پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہو گی جن کو حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔

قیامت میں حشر اجساد نیتوں کے لحاظ سے ہوگا:

عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ، قَالَ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ -رضی الله عنها- قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم " يَغْزُو جَيْشٌ الْكَعْبَةَ ، فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ " . قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ، وَفِيهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ . قَالَ " يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ، ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ "۔ (صحیح بخاری:2118)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا۔ جب وہ مقام بیداء میں پہنچے گا تو انہیں اول سے آخر تک سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہ میں نے کہا، یا رسول اللہ ! اسے شروع سے آخر تک کیوں کر دھنسایا جائے گا جب کہ وہیں ان کے بازار بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو ان لشکریوں میں سے نہیں ہوں گے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ! شروع سے آخر تک ان سب کو دھنسا دیا جائے گا۔ پھر انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

فتح مکہ کے بعد جہاد و نیت باقی ہے ہجرت ختم ہو چکی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ -رضی الله عنهما- أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ " لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا "۔ (صحیح بخاری:2825)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا مکہ فتح ہونے کے بعد (اب مکہ سے مدینہ کے لئے) ہجرت باقی نہیں ہے لیکن خلوص نیت کے ساتھ جہاد اب بھی باقی ہے اس لئے تمہیں جہاد کے لیے بلایا جائے تو نکل کھڑے ہو۔

بیٹے کا باپ کے مال کو لے لینا اور رسول اللہ کے سامنے مقدمہ کا جانا:

حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ، أَنَّ مَعْنَ بْنَ يَزِيدَ - رضى الله عنه - حَدَّثَهُ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنَا وَأَبِي وَجَدِّي وَخَطَبَ عَلَيَّ فَأَنْكَحَنِي وَخَاصَمْتُ إِلَيْهِ - وَ- كَانَ أَبِي يَزِيدُ أَخْرَجَ دَنَانِيرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَجِئْتُ فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ وَاللهِ مَا إِيَّاكَ أَرَدْتُ. فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ "لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ، وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ"۔ (صحیح بخاری:1422)

حضرت معن بن یزید نے کہا کہ میں نے اور میرے والد اور دادا (اخفش بن حبیب) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ آپ نے میری منگنی بھی کرائی اور آپ ہی نے نکاح بھی پڑھایا تھا اور میں آپ کی خدمت میں ایک مقدمہ لے کر حاضر ہوا تھا۔ وہ یہ کہ میرے والد یزید نے کچھ دینار خیرات کی نیت سے نکالے اور ان کو انہوں نے مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھ دیا۔ میں گیا اور میں نے ان کو اس سے لے لیا۔ پھر جب میں انہیں لے کر والد صاحب کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا کہ قسم اللہ کی میرا ارادہ تجھے دینے کا نہیں تھا۔ یہی مقدمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور آپ نے یہ فیصلہ دیا کہ دیکھو یزید جو تم نے نیت کی تھی اس کا ثواب تمہیں مل گیا اور معن! جو تو نے لے لیا وہ اب تیرا ہو گیا۔

اپنی بیوی کو لقمہ کھلانا بھی باعث اجر ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فَمِ امْرَأَتِكَ"۔ (صحیح بخاری:56)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تو جو کچھ خرچ کرے اور اس سے تیری نیت اللہ کی رضا حاصل کرنا ہو تو تجھ کو اس کا ثواب ملے گا۔، یہاں تک کہ اس پر بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے۔

جہاد میں شرکت کے بغیر جہاد کا ثواب:

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لَقَدْ تَرَكْتُمْ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ وَلَا قَطَعْتُمْ مِنْ وَادٍ إِلَّا وَهُمْ مَعَكُمْ فِيهِ". قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَكُونُونَ مَعَنَا وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ: "حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ"۔ (سنن ابی داود:2508)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم مدینہ میں کچھ ایسے لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو کہ تم کوئی قدم نہیں چلے یا کچھ خرچ نہیں کیا یا کوئی وادی طے نہیں کی مگر وہ تمہارے ساتھ رہے“ صحابہ نے عرض کیا:

اللہ کے رسول! وہ ہمارے ہمراہ کیسے ہو سکتے ہیں جب کہ وہ مدینہ میں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انہیں عذر نے روک رکھا ہے''۔

مجاہدین کے گھر کی خبر گیری بھی جہاد جیسا عمل ہے:

حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا "۔ (سنن ابی داود:2509)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے لیے سامان جہاد فراہم کیا اس نے جہاد کیا اور جس نے مجاہد کے اہل و عیال کی اچھی طرح خبر گیری کی اس نے جہاد کیا''۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ إِلَى بَنِي لِحْيَانَ وَقَالَ: " لِيَخْرُجْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ ". ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِينَ: " أَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ أَجْرِ الْخَارِجِ "۔
(سنن ابی داود:2510)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو لحیان کی طرف ایک لشکر بھیجا اور فرمایا: ''ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی نکل کھڑا ہو''، اور پھر پیچھے رہ جانے والوں سے فرمایا: ''تم میں جو کوئی مجاہد کے اہل و عیال اور مال کی اچھی طرح خبر گیری کرے گا تو اسے جہاد کے لیے نکلنے والے کا نصف ثواب ملے گا''۔

امانت کی ادائیگی

امانت داری ایمان کی علامت ہے:

امانت داری ایمان کا حصہ ہے، جو شخص اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ کسی کی امانت میں خیانت نہیں کر سکتا۔ اسے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ اگر میں نے کسی کا حق دبالیا یا اس کی ادائیگی میں کمی اور کوتاہی کی تو بروز قیامت اس کا حساب دینا پڑے گا۔ امانت داری کسی بھی معاشرے کی ترقی اور برتری کے لیے لازمی عنصر کی حیثیت رکھتی ہے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے امانت داری کو ایمان کی علامت اور لازمی جز قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ"۔ (مسند احمد)

ترجمہ: ''جس میں امانت داری نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس شخص میں معاہدہ کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں''۔

ادائیگی امانت کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں امانت کی ادائیگی کا حکم صادر فرمایا ہے، چناچہ ارشاد ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا"۔ (سورہ نساء:58)

ترجمہ: "بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ"۔

دوسری آیت میں ارشاد ہے:

"فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّه"۔ (سورہ بقرہ:283)

ترجمہ: ''تو جو امین بنایا گیا اس کو چاہیے کہ اپنی امانت ادا کرے اور چاہیے کہ اپنے پروردگار اللہ سے ڈرے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَدِّ الأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ"۔ (سنن ابوداؤد:3535)

ترجمہ: "جس کی امانت تمھارے پاس ہے اسے واپس کردو اور اس کے ساتھ خیانت نہ کرو جس نے تمھارے ساتھ خیانت والا معاملہ کیا ہے"۔

امانت داروں کے لیے جنت کی بشارت:

اہل ایمان کی صفات کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَالَّذِيْنَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ۔ وَالَّذِيْنَ هُم بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ أُولَٰئِكَ فِيْ جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ"۔ (سورہ معارج:32-35)

ترجمہ: ''اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں، اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، یہی لوگ (جنت کے) باغات میں مکرم و معزز ہوں گے''۔

خیانت کی ممانعت:

امانت میں خیانت منع ہے اور اس کی شدت کی وجہ سے اسے اللہ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت کے جوڑا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ"۔ (سورہ انفال: 27)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! خیانت نہ کرو اللہ اور رسول (ﷺ) کے ساتھ خیانت نہ کرو اور خیانت نہ کرو اپنی امانتوں میں جب کہ تم جانتے ہو''۔

خیانت منافقت کی علامت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے خیانت کو منافق کی نشانی قرار دیا ہے۔

"آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ"۔ (صحیح بخاری: 6095)

ترجمہ: "منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اسے امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْن"۔ (سورہ انفال: 8)

ترجمہ: ''بیشک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا''۔

خیانت نشانی قیامت:

نااہل لوگوں کو عہدے اور مناصب عطا کرنے کو رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی نشانی قرار دیا ہے۔

إِذَا وُسِّدَ الأَمْرُ الى غَيْرِ أَهلِه فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ"۔ (صحیح بخاری: 59)

''جب کاموں کی ذمہ داری ایسے لوگوں کو سپرد کر دی جائے جو ان کے اہل نہیں ہیں تو قیامت کا انتظار کرو''۔

یعنی جب نااہل افراد کو کوئی ذمہ داری یا عہدہ اور منصب سپرد کیا جائے تو فساد یقینی ہے اور اب دنیوی نظام کو فساد سے کوئی بچا نہیں سکتا اس لیے اب قیامت کا انتظار کرو۔

مشورہ گیر/مشیر کوامانت دار ہوناچاہیے:

حدیث نبوی ﷺ ہے:

"اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ"۔ (سنن ابوداؤد:5128)

ترجمہ: ''جس سے مشورہ طلب کیاجائے وہ امانت دارہ ہوناچاہیے''۔

عہدہ/منصب امانت ہے:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ایک بار نبی کریم ﷺ سے امارت (سرکاری عہدہ) کی خواہش ظاہر کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یَا أَبَا ذَرٍّ اِنَّکَ ضَعِیفٌ وَ اِنَّھَا أَمَانَۃُ وَ اِنَّھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ خِزْیٌ وَ نَدَامَۃٌ اِلَّا مَنْ أَخَذَھَا بِحَقِّھَا وَ أَدَّی الَّذِی عَلَیْہِ فِیْھَا"۔ (صحیح مسلم:1825)

ترجمہ: "اے ابوذرؓ! توکمزور ہے اور بلاشبہ یہ (امارت) امانت ہے اور یہ قیامت کے دن کی رسوائی اور شرمندگی ہے سوائے اس شخص کے جس نے اس کے حقوق پورے کیے اور اس سلسلہ میں جو ذمہ داریاں اس پر عائد تھیں ان کو ادا کیا"۔

لوگوں کے معاملات میں خیانت پر وعید:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْ وَالٍ یَلِی رَعِیَّۃً مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَیَمُوتُ وَ ھُوَ غَاشٌّ لَھُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ"۔ (صحیح بخاری:7151)

ترجمہ: "اگر کوئی شخص مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں کا والی (حاکم) بنایا گیا اور اس نے ان کے معاملات میں خیانت کی اور اسی حالت میں مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے"۔

مجالس کی باتیں امانت ہیں:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اذاحدث الرجل الحدیث ثم التفت فھی امانۃ"۔ (جامع ترمذی:1959)

ترجمہ: ''جب ایک شخص کوئی بات کہے اور چلا جائے تو یہ بھی امانت ہے''۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے آپ سے کوئی ایسی بات کہی جس کو وہ دوسروں سے چھپانا چاہتا ہے لیکن آپ پر اعتماد کرتے ہوئے اس نے اپنے دل کے خیالات کا اظہار کیا تاکہ آپ کوئی مشورہ دے سکیں یا اس کے دکھ درد میں شریک ہو سکیں، تو آپ کے لیے اس کی یہ بات امانت کے درجے میں ہے لہٰذا اپنی ذات تک اسے محدود رکھیں اور دوسروں کے سامنے بیان کرے سے گریز کریں۔

ازدواجی معاملات کے راز بھی امانت ہیں:

ابو سعید خدری رضی اللہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

"إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا"۔
(صحیح مسلم:1437)

ترجمہ: ''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک لوگوں میں سے سب سے برا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے اور بیوی اس سے لطف اندوز ہو اور پھر شوہر عورت کے راز کو دوسروں کے سامنے ظاہر کردے''۔

امانت دار عامل/مزدور:

اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا ہے کہ جب انھوں نے مدین کے سفر میں دولڑکیوں کی بکریوں کے لیے پانی بھر دیا تو ان دونوں نے واپس جا کر اپنے بزرگ باپ سے ان کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بڑے امانت دار اور طاقت ور ہیں ان کو اپنے گھر میں ملازم رکھ لیجیے۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِيْنُ"۔ (سورہ قصص:26)

''اے میرے ابا! ان کو مزدور رکھ لیجیے، اچھا مزدور وہ ہے جو طاقت ور اور امانت دار ہو''۔

اس کلام سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اچھا مزدور یا ملازم وہ ہوتا ہے جو اپنے کام پر مکمل طاقت وعبور رکھتا ہو اور اس اپنے کام کے حوالے سے امانت دار بھی ہو، یعنی دیانت داری سے کام کرے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی اور خیانت نہ کرے۔